Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 37, Sr.No.104, 2016 pp 145 - 156

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۷، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۶ء، شمارہ ۱۰۴

جدید پنجابی نظم میں شریف کنجاہی کا جمالیاتی شعور

ڈاکٹر محمد یوسف ملک☆

Abstract:

This article presents the great aesthetic wisdom, feelings, and glorious seance of Sharif kunjahi in modern Punjabi poem. In the beginning of the article researcher has presented a comprehensive discussion about the definition and brief history of aesthetic theory, beauty and grace.

The research article presents the study of imagery poetry of Shrif Kunjahi with the examples of some visual and picture poems in a new style with new topic. The scholar has discussed the aesthetic aspects rhythm, verbal music, images in words as well as theme, conception and technique of Shrif Kunjahi's poetry in th light of aesthetic criticsm.

حُسن وصداقت سے رغبت اور سچائی کی تلاش وجستجو انسان کا محبوب ترین مشغلہ رہا ہے۔ حُسنِ کلام، حُسنِ انسان، حُسن مطلق اور حُسنِ فطرت کے حسین نظاروں نے انسان کو ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کیا ہے۔ ان خوبصورت جمالیاتی تجربات کے زیرِ اثر انسان نے اپنی خداداد جمالیاتی حِس اور جمالیاتی ذوق کی صلاحیتوں کا عملی اظہار فنون لطیفہ کی صورت میں جابجا کیا ہے۔

عالمی ادبی تناظر میں دیکھا جائے تو جمالیات کا موضوع پنجابی زبان کے لیے بڑا منفرد ہے۔ موضوع اور مواد ہی ادب کو عظیم بناتے ہیں اور ادب عالیہ میں بلند مقام دلوانے میں معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ جمالیاتی عناصر کی بدولت میر، غالب، اقبال، دانتے، گوئٹے، کالی داس، جوائس، ایلیٹ، حافظ، رومی، کیٹس اور ورڈز ورتھ عظیم بنتے ہیں۔

☆ اسسٹنٹ سپروائزر، اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب لاہور۔

جمالیاتی عناصر زندگی کا ایک اہم حصہ ہونے کی حیثیت سے ادب کا ناگزیر موضوع ہیں جبکہ جمالیاتی تنقید شاعری کی حقیقی روح کو آشکار کرتی ہے۔ بقول ایڈگر ایلن پو کے:

''شاعری کو صرف جمالیاتی نظر سے ہی دیکھنا چاہیے صداقت اور اخلاقیات کے لیے نہیں''۔(۱)

حقیقت میں خدا اور انسان کے درمیان سب سے خوبصورت رشتہ جمالیات کا ہے۔ جمالیات ظاہر سے باطن کے سفر کی طرف رہنمائی فراہم کرتی ہے اور صورت کے ساتھ ساتھ سیرت کی خوبیوں کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھنے کا پیغام دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جمالیاتی حس سے نواز رکھا ہے۔ البتہ انسان کا ماحول اور موروثی تربیت اس میں جمالیاتی ذوق کے پنپنے اور ترقی پانے کا باعث بنتے ہیں۔

جمالیات کا تصور بڑا ہمہ گیر ہے۔ تمام فنون لطیفہ شاعری، موسیقی، مصوری، خطاطی، سنگتراشی، فن تعمیر اور رقص جمالیات کی عطا اور دین ہیں۔ جمالیات کا حقیقی تعلق محسوسات اور مشاہدات کی دنیا سے ہے جبکہ مشاہدات کا واسطہ حواسِ خمسہ سے ہے۔ حواسِ خمسہ میں سماعی صلاحیت کی بدولت آوازوں کا سننا جمالیاتی پہلو سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

یہاں یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہیے کہ جمال کے تعین کا کوئی متعین کلیہ نہیں ہے۔ بقول ڈاکٹر سہیل احمد:

''جمال کے تعین کی کوئی سائنسی اور دوٹوک وضع نہیں۔ جمال کہاں ہے اور کہاں نہیں اس کا کوئی پیرامیٹر نہیں۔ البتہ وہ اشیاء جن کا حواس کی مدد سے ادراک کیا جا سکے جمالیاتی منطقہ میں شامل ہے۔ جس شے یا فن میں جمال ہوگا وہ قدر و قیمت رکھے گی''۔(۲)

حقیقت یہ ہے کہ مشاہدہ حق سے نظارہ فطرت تک کا سفر انسان کو حُسن بین اور حُسن شناس بنا دیتا ہے۔ خلیل جبران کے بقول:

''اگر تم زندگی کے قلب تک پہنچ جاؤ تو ہر چیز میں تمہیں حُسن و جمال کے جلوے انگڑائیاں لیتے نظر آئیں گے۔ یہاں تک کہ ان آنکھوں میں بھی جو مشاہدہ جمال سے محروم ہیں''۔(۳)

پنجابی شعری ادب اصنافِ سخن کی رنگارنگی سے مزین ہے۔ جدید پنجابی شعری ادب کا سرمایہ افتخار پنجابی غزل اور نظم اپنی لفظی و معنوی خوبصورتی کے علاوہ ہیئت کے خوبصورت جمال افروز تجربات کی بدولت اُردو ادب کے ہم پلہ گردانی جاتی ہے۔ جدید پنجابی نظم کا نقطۂ آغاز انگریزی عہد کو قرار دیں تو تحقیق میں آسانی رہے گی۔ انگریزی عہد میں جہاں سوچ اور فکر کے نئے زاویے تخلیق پذیر ہوئے اور سماجی اقدار میں ان گنت تبدیلیاں رونما ہوئیں وہاں ادب پر بھی اس کے دوررس اثرات مرتب ہوئے بالخصوص ترقی پسند تحریک نے فن اور ہیئت کے وسیع تجربوں کو جنم دیا۔ نت نئی شعری اصناف سخن متعارف ہوئیں۔ پابند نظم، معرّیٰ نظم (Blank verse) نثری نظم، آزاد نظم (Free verse) کی صورت میں نظم کے نئے پہلو نظم کی

اقسام کے عنوان سے پنجابی ادب میں اردو ادب کی وساطت سے متعارف ہوئے۔ اشلوک، کافی، سی حرفی، مثنوی، مرثیہ، قصیدہ، قطعہ، دوہڑا جیسی اصناف پر مشتمل روایتی نظم سے ملتا جلتا ادبی سرمایہ قدیم شعری ادب کی صورت میں اگرچہ موجود تھا لیکن جدید دور کے تقاضوں کے عین مطابق جدید پنجابی نظم کا آغاز قیام پاکستان کے فوری بعد باقاعدہ صورت میں بہت سے شعرا نے کیا۔

گویا پنجابی جدید نظم کی ہیئت پنجابی لوک گیتوں میں پہلے سے ہی موجود تھی۔ البتہ ان لوک گیتوں کا اسلوب وہ نہیں تھا جو جدید نظم کے لیے ضروری تھا۔

جدید پنجابی نظم کا بانی شریف کنجاہی کو مانا جاتا ہے کیونکہ شریف کنجاہی نے پنجابی جدید نظم کو روایتی نظم کے مقابلے میں ہیئتی، فنی اور فکری حوالے سے ایک نئی پہچان دی جو نئے ادبی رجحانات کے حوالے سے ضروری اور اہم تھی اس سے پہلے پابند نظم کے اصول وقوانین کے مخصوص دائرے سے باہر نکلنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔

شریف کنجاہی نے ہیئت، موضوع، ڈکشن اور فنی طریقہ کار کے نئے تجربات کر کے پنجابی جدید نظم کو منفرد اور اعلیٰ مقام دلوایا اور جدید پنجابی نظم کو آزاد اور نثری نظم کا نقطہ آغاز دیا۔ شریف کنجاہی کے ہاں نظم کی شعری کائنات میں متنوع موضوعات ملتے ہیں۔ امن، آزادی، انسانی ہمدردی، جاگیردارانہ نظام مخالفت، عشق، رومانویت، رجائیت، تہذیب وثقافت کی نمائندگی اور دنیاوی بے ثباتی جیسے رنگارنگ موضوعات ان کی شاعری کا حسن اور سنگھار ہیں۔

شریف کنجاہی جدید اسلوب میں لکھنے والوں کی صف اول میں شمار ہوتے ہیں۔ شریف کنجاہی نے نظم میں ہیئت کے بہت خوبصورت تجربے کیے بالخصوص پابند نظم میں اُنہوں نے خوب طبع آزمائی کی۔

جب شریف کنجاہی ترقی پسند تحریک سے متاثر ہوئے تو انھوں نے اپنی فکر اور خیال میں جدید احساس کو شامل کر لیا اور نظم کی ہیئت اور اسلوب میں تبدیلیاں کر کے اسے نیا رنگ روپ دیا۔ شریف کنجاہی ان شعرا میں شامل ہیں جنہوں نے نظم کو نئے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ جمالیاتی تنقید کے تناظر میں تجزیہ سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ شریف کنجاہی کی شعری کائنات میں Images کا ایک منفرد جہان آباد ہے۔ چانیاں راتاں، لہور لہورائے، پانی بھرن پنہاریاں، خیال کی ایک مستقل دوڑی کے دھاگے ہیں۔ امیجری اور لفظی تصویر کا تعلق شاعر کی نفسیات کے ساتھ ساتھ اس کے ماحول سے کافی حد تک ہوتا ہے۔ شریف کنجاہی کا کمال ایک مخصوص لمحے کو اپنی گرفت میں لے لینا ہے۔ مثال ملاحظہ فرمائیں رنگوں کی جمالیات سے بھرپور ایک امیج:

دن کسے جاگو میٹی نارمیار وانگ
کالے کالے بدلی دے پٹے وچوں تک کے
ٹھنڈی ٹھنڈی واء دیاں لوریاں چ آ کے

بدل انج ٹلے ولوں اٹھ پیا گجدا / جیویں بالناتھ کولوں
رانجھا جوگ لے کے تے نادو جاوندا آوے (۴)

انگریزی شاعری کا تصویری نظموں Pictures Poems اور بصری نظموں Visual Poems کا تصور پہلی بار شریف کنجاہی کے ہاں ملتا ہے۔ شریف کنجاہی کی شاعری جدید نظم میں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

شریف کنجاہی کی نظم کی Approch اپروچ بالکل نئے رنگ کی ہے اگر چہ ان کی نظموں کے محاورے، روزمرے اور رسم ورواج خالص پنجاب کے ہیں۔ ان کی نظمیں ''تیرا پنڈا'' ''جھوٹھیا جہاندیا'' ''جیبھ دیا کیپا'' ''ہان دیاں کڑیاں'' ''گھوڑے اتے چڑھنا''، ''تھک کے چٹیا ای''، ''رب کولوں پائیں'' اور ''ون دا بوٹا'' جیسی شاہکار نظمیں پنجابی تہذیب وثقافت اور رسول ورواج کی بھرپور عکاسی کرتی ہیں۔ ان نظموں میں جیتا جاگتا، ہرا بھرا پنجاب نظر آتا ہے۔

پنجابی نئی نظم کے بانی شریف کنجاہی کی شاعری پرانی اور نئی نظم کے درمیان سنگم کی حیثیت رکھتی ہے۔ شریف کنجاہی نے اپنی زبان وبیان اور ثقافت سے منہ نہیں پھیرا بلکہ انھوں نے پرانی نظم پر اپنی نئی نظم کی عمارت کھڑی کی۔ ثوبیہ اسلم لکھتی ہیں:

> ''شریف کنجاہی کی فکر، لفظالی، رنگ اور اسلوب بالکل جدا ہے۔ اس طرح یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ نئی پنجابی نظم کے بانیوں میں شمار ہونے کے ساتھ ساتھ پنجابی کے صاحبِ اسلوب شاعر بھی ہیں''۔ (۵)

شریف کنجاہی کی شعری کائنات میں دوسرے جدید شعرا کی طرح نہ تو عشق ومحبت کی روایتی داستانیں ہیں نہ ہی نئے شعرا کے نفسیاتی تجربات اور پیچیدگیوں والے جذبے ملتے ہیں۔ اُنھوں نے سوز و گداز، درد والم کی باتیں بڑے شیریں انداز میں چھیڑیں ہیں۔ شریف کنجاہی کے ہاں ماضی کی رومانوی یادیں اور جوانی کی محبتوں کے تصورات ابھی تک سینے میں موجزن ہیں لیکن انھوں نے ان پوشیدہ محبتوں کو اپنے دل کے سوز اور آنکھوں کے آنسوؤں تک محدود رکھا ہے۔ رشیدہ سلیم لکھتی ہیں:

> ''شریف کنجاہی دی شاعری وی ایسے طرحاں سادہ، صاف اور رس بھری اے۔ بول صاف تے سیدھے نیں۔ تاثیر بھرے لفظاں وچ دنیا دی بے ثباتی، برہا دے گیت، مزدور دی مجبوری، امن دے گیت تے لوک پیڑ دے نقشے نیں''۔ (۶)

مجموعی طور پر جائزہ لیں تو شریف کنجاہی کی شاعری کا اسلوب بڑا دھیما، شیریں، نرم، تشبیہات، استعارات، روزمرہ اور محاوروں سے مزین ہے۔ ان کی نظموں کے عنوانات جامع، مکمل اور موثر ہیں جن میں مرکزی خیال نمایاں ہے۔ ان نظموں میں پنجابی، تہذیب وثقافت کی بھرپور نمائندگی ملتی ہے اور ان نظموں میں

نئے خیالات رجحانات، سوچیں، امنگیں اور تجربات بیان ہوئے ہیں جگراتے کی آخری نظم ''مسافر'' خوبصورت تشبیہات کا مرقع ہے اس کے ہر مصرعے میں ایک سے بڑھ کر ایک تشبیہ ملتی ہے مثال ملاحظہ فرمائیں:

تیرا پنڈا اپوری توت دی — تیری لگراں ورگی بانہہ
تیرے بلھ نیں پھل کریر دے — تیرا جوبن ون دی چھاں
ایہہ چھاواں سدا نہ رہنیاں — رہے سدا اوس داناں
اسی رب سبھی گورپے — اج آ گئے ایس گراں
کس پکے پا کے بیٹھنا — ایہہ دنیا اک سراں
تیرے جوبن وانگوں گورپے — اسی کل مسافر ہاں (۷)

مندرجہ بالا اشعار پیکر تراشی، تمثیل نگاری اور سراپا نگاری کا خوبصورت نمونہ ہیں۔ مرقع سازی کے انداز میں لفظوں کو خوبصورت موتیوں کی طرح جڑا گیا ہے۔ لفظوں کے برشوں سے شاعر نے ماہر مصور کی طرح دنیا کی بے ثباتی کے آفاقی مضمون کے بیان کے ساتھ ساتھ دیہات کی خوبصورت الہڑ مٹیار کی جوانی کے جوبن کا خوب نقشہ کھینچا ہے۔ شریف کنجاہی کے دلی جذبات کی عکاسی ان کی شعری کائنات میں لفظوں کے تناسب، ردیف و قافیہ کی موزونیت، تکرار لفظی کے صوتی آہنگ سے مرکب خوبصورت تصویروں، تمثیلوں کا یہ انمول نمونہ شاعر کے احساس جمال کی دلیل ہے۔ ایک اور جمالیاتی پیکری نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

کھیڈ لے میریئے بھولیے دھیے!
کھیڈ لے گڈیاں نال
اپنیاں ضداں اڑیاں وی منوا لے چار دہاڑے
تیرا راہ مل بیٹھے ہوئے نیں کنے وخت پواڑے
کنے دکھ جنجال
کھیڈ لے کھیڈ لے چھیتی چھیتی کھیڈ لے گڈیاں نال (۸)

اس نظم میں ایک باپ کے سچے جذبات کی بھرپور عکاسی ہے کچھ نقاد اس نظم کو شریف کنجاہی کی شاہکار نظم مانتے ہیں۔ اسی تناظر میں ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں باپ کے درد بھرے جذبات جمالیاتی پہلو سے کرنا رس اور سوز و گداز کی کیفیات سے بھرپور۔

وِگدیاں نیں اس جُوہ وِچ دھیّے تتیاں تتیاں لوآں
کھکھر وانگوں چھٹر کے تینوں وختاں کھوہ کھواناں
اکھ اگھیڑ نوں پہلاں تیریاں سدھراں نے سوں جاناں
اک دوہون تے دساں کیچھاں کیہڑی کیہڑی پھولاں (۹)

کرنا رس کی کیفیات سے بھرپور یہ شعری نمونے تاثیریت سے بھرپور ہیں۔شریف کنجاہی کی شعری کائنات میں انسانی زندگی کی بہت خوبصورت تصاویر پیش کی گئی ہیں۔تمثیلی انداز میں شاعر نے بہت سی نظموں میں انسان کو جمالیاتی اور اخلاقی اقدار کی طرف توجہ دلائی ہے۔

شاعری کی ایک جمالیاتی خوبی ایجاوز اختصار ہوتا ہے۔شریف کنجاہی کی نظموں میں اختصار کا حُسن نمایاں ہے۔شاعر نے بہت سی نظموں میں تھوڑے الفاظ میں بڑی سے بڑی کیفیت اور منظر تصویر کی صورت کھینچ کر کمال فن کی عملی شکل پیش کی ہے۔مثال ملاحظہ فرمائیں ان کی ایک نظم ''ون دا بوٹا'' میں درخت کو استعارہ کے طور پر استعمال کر کے رعنائی خیال اور دنیا کی بے ثباتی کا جامع مضمون کس خوبصورتی سے بیان کیا ہے:

جیون پینڈا ڈونگھا منیا
پرانج دُھپے سڑیاں/دُھد ل پھکیاں
کجھ نہیں بن دا
او ہوا جھٹ سہانے/جیہڑے چھاواں بیٹھ وہانے
ایہہ چھاواں وی چار دیہاڑے
چار دہاڑے جوبن/مڑ پتراں نے جھڑنا
آج آکے بہہ لے تھلے/ میں ون دا بوٹا سنگھنا
ٹھنڈیاں میراں چھاواں (۱۰)

شریف کنجاہی کی یہ خوبصورت نظم شاعر کی جمالیاتی حس کی غمازی کرتی ہے اس نظم کی تکنیک آزاد نظم (Free verse) کی ہے یہ انداز مغربی شاعری سے متاثر ہو کر شروع ہوا۔

یہ نظم ایک خوبصورت استعارہ ہے۔شاعر نے ایک پودے کی زبان کے ذریعے اُس انسان کو جمالیاتی اور اخلاقی قدروں کی طرف متوجہ کیا ہے جو مادی اغراض کے پیچھے بھاگ دوڑ کر کے تھک گیا ہے۔ اس نظم میں شاعر کی بڑی خوبی شاعری کا نرم اور کومل لہجہ ہے۔ایسی تصویری نظم Picture poem جامعیت اور ہمہ گیری کی حامل ہوتی ہے۔شاعری کی بڑی خوبی ایجاز و اختصار ہے۔چند الفاظ میں بڑی سے بڑی کیفیت یا کسی منظر کو بیان کرنا کمال فن ہے ایسا اسلوب پڑھنے والوں کو متاثر کرتا ہے۔شریف کنجاہی کی شعری کائنات میں جمالیاتی عناصر سے بھرپور ایک خوبصورت نمونہ ملاحظہ فرمائیں جو تمثیل نگاری اور پیکر تراشی کا مرقع ہے۔

پانی بھرن پنہاریاں تے ونو ون گھڑے
بھریا اس دا جانیے جس دا توڑ چڑے
او ہوا لج چر کلی او ہوا کھوہ دا گھیر

اک بھنے اک بھر لئے، ایہہ لیکھاں دا پھیر (۱۱)

ان اشعار میں لفظی و معنوی حسن و خوبی، رعنائی خیال، مترنم اور مصور الفاظ، صوتی آہنگ، ردھم اور موسیقت جیسی جمالیاتی خوبیاں نمایاں نظر آتی ہیں۔ چھوٹی بحر پنجابی نظم کا طرۂ امتیاز ہے۔ ہم وزن اور ہم قافیہ مصرعوں پر مبنی ایک اور شعری نمونہ ملاحظہ فرمائیں جو موسیقی کے علم کو سامنے رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے۔

''بخت نہ وکدے مُل وے''
رنگا رنگ نیں کپاہ دے پھُل وے
رکرے بخت نہ وکدے مُل وے
اُچی کرن نہ دیندے سی، وے ہانیا
ہنجو چندرے نیں پیندے ڈُلھ وے (۱۲)

اس نظم میں شریف کنجاہی نے رومانوی انداز بیان کے ساتھ قسمت اور مقدر کے حوالے سے آفاقی سچائی بیان کی ہے کہ بخت اور مقدر کسی انسان کے بس میں نہیں، یہ پیسوں سے نہیں خریدے جاسکتے۔ دوسرے مصرعہ میں رنگوں کی جمالیات کے تناظر میں کپاس کے رنگا رنگ پھولوں کے تذکرہ اور تخیل کے ذریعے خوبصورت، سوہنے، سگھڑ اور رنگ برنگے خیالات سے اشعار کو مزین کیا ہے۔ آخر میں زندگی کے دکھوں غموں کے نتیجے میں آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کی خوب مرقع کشی کی ہے۔ پروفیسر سرفراز حسین قاضی لکھتے ہیں:

''شریف کنجاہی ہوراں کول مشاہدے مطالعے تے فکر توں وکھ اک ایہو جہی تخیلاتی قوت اے جہیدے نال اوہ ان دیکھیاں چیزاں نوں وی محسوسات دی دنیا وچ کھینچ لیاوندے نیں۔ اوہناں نے جذبیاں تے تخیل دی قوت نوں ارادے دے ماتحت کر کے اک نواں جمالیاتی حسن دے دتا اے''۔(۱۳)

شریف کنجاہی کی شعری کائنات میں جذبوں اور تخیل کے باہمی حسین امتزاج سے جمالیاتی پیکر تراشی کا ایک اعلیٰ نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ شاعر نے لفظوں کے خوبصورت استعمال سے کیسی خوبصورت تخیلاتی کائنات تخلیق کی ہے۔

کیہ ہن فیر پریتاں پایئے؟
فیر آساں نوں پانی لایئے؟
فیر آپے وچ رل مل جایئے؟
نہ بیبا ہن میں نہیں اینے جوگی

ہن نہیں ایہناں ڈونگھیاں پینڈیاں دے وچ وڑنے جوگی
ہن نہیں ایہناں بلدیاں اگاں دے وچ سڑنے جوگی (۱۴)

رومانوی جذبوں سے بھرپور یہ شعری نمونہ شاعر کی اعلیٰ جمالیاتی حس اور رومانوی سوچ کی بھرپور عکاسی ہے۔ ایک اور نمونہ ملاحظہ فرمائیں شاعر انسان کے فطری رومانوی جذبے کے تناظر میں پنجاب کی ان خوبصورت الٹھر مٹیاروں کے آفاقی جذبوں کا ذکر کررہا ہے جو ماں باپ کی عزت اور غیرت کی خاطر اپنی دلی خواہشات اور امنگوں کو دلوں میں دبالیتی ہیں نظم ''کون ایہہ کھکر چھیڑے'' کے یہ مصرعے ملاحظہ فرمائیں :

توں سوہنا/توں کرماں بھاگاں والا/توں اُچیاں جاگاں والا
چنوں ودھ کے روپ تیرے تے...... میں جاناں میں متاں
دل تے میرا وی کرداا ے، تینوں ای پئی تکاں
نہ تھکاں نہ اکاں
پراڑیا......ایس دنیا دے وچ پیار کمانا اوکھا

چھپ چھپ ملنا   مل مل چھپنا
تکنا تے نہ تھکنا   گل کردیاں وی جھکنا

سڑدیاں رہنا، کڑھدیاں رہنا، موہوں بول نہ سکنا
کون ایہہ گل سیاپے پائے/کون ایہہ کھکر چھیڑے (۱۵)

تکرار لفظی سے صوتی وصوری حُسن کا ایک خوبصورت نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ شریف کنجاہی کی رعنائی خیال کی غمازی اس نظم کے اشعار سے ہوتی ہے جس کا مرکزی نقطہ تکریم انسانیت ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سب سے خوبصورت شکل یعنی ''احسن تقویم'' فرمایا ہے۔ پھر کیوں یہ اشرف المخلوقات جنگ کا ایندھن بنے یہ اس لیے دنیا میں نہیں آیا۔ لکھتے ہیں:

دل آکھے ایہہ وسدی دنیا
ہسدیاں رسدیاں انساناں دیاں نسلاں
سوہنے سوہنے، کھڑے کھڑے جیہے مکھڑے پیارے پیارے
رب جیہناں نوں سبھ توں چنگا سبھ توں سوہنا آپوں آکھ پکارے
کی ایہہ آپے وچ ای لڑکے مرجاون دے سارے؟
مولا خیر گذارے (۱۶)

مندرجہ بالا اشعار کا ایک ایک لفظ مصور اور مترنم ہے۔ جمالیاتی حُسن وخوبی کا مرقع یہ بند تکرار لفظی کے صوتی آہنگ کا بہترین نمونہ ہے پہلا مصرعہ لفظوں کے برش سے تخلیق کیا گیا پیکر تراشی کا خوبصورت نمونہ ہے۔ شاعر جنگ کی تباہی کا نقشہ اس اندیشہ و خوف کے ساتھ کھینچ رہے ہیں کہ ایک خوبصورت

Image سامنے نمایاں ہے پیکر تراشی کی خوبصورت تمثیل ملاحظہ فرمائیں:

سروں سروں وی اچے ٹانڈے
لچک لچک کے سروآں نوں شرماندے
آسے پاسے لگیاں ہوئیاں گٹھ گٹھ نالوں لمیاں چھلیاں
ڈھاکے لاکے بال ایانے، ہون جویں مٹیاراں کھلیاں
کی ایہناں تے اسماناں توں وسن گے انگیارے؟
مولا خیر گذارے (۱۷)

شریف کنجاہی کی شاعری میں کہیں کہیں حرکی تصویریں بھی پیش کی گئی ہیں یہ ماحول چونکہ شاعر کے مزاج کا ایک حصہ ہے اس لیے ان تصویروں میں بڑی جان ہے۔ مولا خیر گذارے نظم کا ٹیپ کا شعر ہے۔ اس کے بارے میں عارف عبدالمتین لکھتے ہیں:

''شریف کنجاہی نے وسوسوں کو پڑھنے سننے والوں تک پہنچانے کے لیے جو تشبیہی اور استعاراتی انداز اختیار کیا ہے وہ جمالیاتی نقطہ نظر سے بہت دلکش ہے۔ اور نظم کو پروپیگنڈے کی نچلی سطح سے بلند کر کے فن کی اونچی سطح تک لے جاتا ہے''۔ (۱۸)

شریف کنجاہی کی نظموں میں اس کے اعلیٰ جمالیاتی ذوق کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔ اس کی شعری کائنات میں ایک خوبصورت نظم ''چاننیاں راتاں وچ'' کے بارے میں جمیل احمد پال اپنے مقالے میں لکھتے ہیں:

''چاننیاں راتاں وچ'' ایک ایسی نظم ہے جو فطرت نگاری بالخصوص چاندنی رات کے پرکیف نظارے سے ہوتا ہے ٹھنڈے موسم میں چاندنی رات کا مزا ہی اور ہوتا ہے چاننیاں راتاں وچ آوندا خیال اے رب ساڈا ساڈے اتے بڑا ای دیال اے چاننے تے ٹھنڈنوں نہ کوئی میل سکدا اک مک کر کے اوہ انج ڈولھ دیندا اے''۔ (۱۹)

شریف کنجاہی کی شعری کائنات میں فطرت نگاری کا یہ اعلیٰ نمونہ ان کے گہرے جمالیاتی تجربات اور محسوسات کی غمازی کر رہا ہے ان کی نظمیں جمالیاتی ذوق کی تسکین کی خوبی کی حامل ہیں جن میں پنجابی زبان کی حقیقی روح پائی جاتی ہے۔ بقول اشفاق سرور:

''شریف کنجاہی شہر رہا، شہروں میں اس نے علم سیکھا لیکن کنجاہ سے اپنا تعلق کبھی نہیں توڑا۔ اس کی نظموں میں تر کالاں دی دھپ، چاننیاں راتاں دا بھرواں رنگ سوہنے چوڑیاں دی کھنکار وہ سب کچھ ان کی شاعری میں ہے جو ہل جل کے ہمارے دیہاتوں کا رومان بنتا ہے''۔ (۲۰)

شریف کنجاہی کی شاعری کے حوالے سے شفقت تنویر مرزا لکھتے ہیں:

''او ہناں دا عشق سماج توں منظور ہویا عشق لگدا اے مثال ''مولا خیر گذارے'' کونت میرا گھر آیا'' ''لمیاں سیالی راتاں'' اور اڈیک'' وغیرہ نظماں اپنی تھاں بڑیاں سوہنیاں نظماں نیں۔ ایہناں نظماں وچ اک اپنا دُکھ تے لوک گیتاں ورگا مزا اے۔

نمونہ ویکھو:

آنڈھناں گوانڈھناں تے سجاں نوں شنگار کے

سوندیاں نے روز گل وکڑی مار کے

ساڈے ہیٹھ کدوں تائیں منجیاں الاہنیاں

پیّاں پیّاں ہون پیّاں

داج دیاں ریشمی رضائیاں وی پرانیاں (۲۱)

درج بالا شعری پیکر شرنگار رس کی جمالیاتی خوبی سے بھرپور ہے۔ ہجر و فراق کی تڑپ اور کسک، وجوگ اور سنجوگ کے رومانوی جذبات کا بھرپور شعری اظہار اس میں نمایاں ہے۔

اس موضوع پر نمونہ کے طور پر یہ نظم ملاحظہ فرمائیں رومانوی لہجہ اور انداز جمالیاتی حسن و خوبی کا مرقع:

لمیاں سیالی راتاں کٹیاں نہ جاندیاں

شوکدیاں

شاں شاں کر کے ڈراندیاں (۲۲)

مندرجہ بالا شعری پیکر تکرار لفظی کے حُسن کے علاوہ Images اور پیکر تراشی، منظر کشی کا اعلیٰ نمونہ ہے شریف کنجاہی کی نظم ''تینوں یاد کراں'' فنی حسن کی حامل ہے خاص طور پر اس کے ٹیپ کے یہ دو مصرعے تو دل میں تیر کی طرح کُھب جاتے ہیں۔

کلیاں میں بہہ کے لواں نت تیرا ناں

تینوں یاد کراں

بیٹھی بیٹھی اپنے ای نال دکھ پئی پھولاں

صبر دے کٹورے بھراں بھر بھر پئی ڈوہلاں (۲۳)

محمد عباس نجمی کے بقول:

''پنجابی شاعری کو ردیف اور قافیے کی قید سے چھٹکارا دلانے کے ساتھ ساتھ اسے فکر و شعور اور عصری مسائل سے ہم آہنگ کرنے والوں میں سب سے پہلا نام شریف کنجاہی کا ہے۔ شریف کنجاہی کی نظمیں جہاں عالمی اور آفاقی رویوں کی ترجمان ہیں وہیں اپنے خطے اور اپنے دور کے مخصوص سیاسی،

سماجی اور معاشرتی حالات کی بھی آئینہ دار ہیں۔شریف کنجاہی کی زیادہ تر شاعری دیہاتی فضا ماحول اور اقدار کی ترجمان ہے۔ پنجاب کی شرافت، حیاداری، غیرت، نابری، دلیری، بہادری، حسن پرستی، رومان پسندی، سماجی رویے، اخلاقی اقدار، سانجھ پیار، پریت یہ ساری صفات اور کیفیات شریف صاحب کی نظموں کا حقیقی حسن ہیں۔شریف کنجاہی نے نئے ادبی رویوں اور جدید تر شعری رجحانات کو کھلے دل و دماغ سے نہ صرف قبول کیا بلکہ پنجابی شاعری کو بڑی مہارت اور سلیقے سے نئے ذائقوں سے روشناس کرایا''۔(۲۴)

ہوٹھاں اتے آئیاں ہوئیاں گلاں پرتاں
کلیاں میں بہہ کے لواں نت تیراناں
تینوں یاد کراں
اج تائیں دل دے وی نال نہیں کیتیاں
جو جو پئیاں بیتیاں
گھٹ گھٹ رکھیاں تے وچو وچ پیتیاں
رب بناں کد کسے دل دیاں بجھیاں
رورو جیہدی یاد وچ اکھیاں نے سجیاں
سمجھ نہ آوے اوہنوں ککن جتاں
کلیاں میں بہہ کے لواں نت تیراناں
تینوں یاد کراں (۲۵)

اس نظم میں جوانی کی محبتوں کا تذکرہ اور سینے میں سلگتی امنگوں کا سوز اور درد شریف کنجاہی نے بہت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔شریف کنجاہی کی شعری کائنات میں رس کا رچاؤ، لوچ اور لذت نمایاں ہے وہ کہیں کہیں روپ رس، کام رس، شرنگار رس، اور کرنا رس کی ایسی باتیں کر جاتے ہیں جن کو پڑھ کر دل کے تار بڑی دیر تک بجتے رہتے ہیں اور رس کی کیفیات کی تاثیر قاری اور سامع کو اپنے سحر میں لیے رکھتی ہے۔اس حوالے سے جمالیاتی عناصر سے بھرپور ''مسافر'' نظم خوبصورت تخلیقی نمونہ ہے۔

☆☆☆

حوالہ جات

۱ محمد اسلم سجاد، مضمون ''وارث شاہ تے مغرب دے تنقیدی اصول''، مشمولہ ''لعلاں دی پنڈ'' مرتبہ اقبال صلاح الدین، لاہور، عزیز بک ڈپو، 1995، ۴۸۷

۲ سہیل احمد خان ڈاکٹر، مضامین ''مکالمات'' لاہور، کتاب سرائے، ۲۰۱۰ء ص 219

۳ خلیل جبران، ''کلیاتِ خلیل'' جبران، مرتبہ حیدر جاوید سید، لاہور، فکشن ہاؤس ۲۰۰۳ء ص ۱۰۲۸

۴ شریف کنجاہی، جگراتے، لاہور، عزیز پبلشرز، ۱۹۸۶، ص ۹۶

۵ جمیل احمد پال ڈاکٹر، شریف کنجاہی دیاں پنجابی علمی و ادبی خدمات، مقالہ پی ایچ ڈی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ص ۶۱

۶ ایضاً، ص ۵۸

۷ شریف کنجاہی، جگراتے، لاہور، عزیز پبلشرز، ۱۹۸۶، ص ۱۱۱

۸ ایضاً، ص ۶۰ ۹ ایضاً، ص ۶۰ ۱۰ ایضاً، ص ۲۶

۱۱ ایضاً، ص ۱۰۶ ۱۲ ایضاً، ص ۱۰۴

۱۳ سرفراز حسین قاضی پروفیسر، ''نویں نظم'' شیخوپورہ، فکر جدید پبلشرز، ۱۹۷۶، ص ۳۰

۱۴ شریف کنجاہی، جگراتے، ص ۲۹

۱۵ ایضاً، ص ۳۱، ۳۲ ۱۶ ایضاً، ص ۳۸ ۱۷ ایضاً، ص ۳۹

۱۸ جمیل احمد پال، شریف کنجاہی دیاں پنجابی علمی و ادبی خدمات، مقالہ پی ایچ ڈی، ص ۲۶۶

۱۹ ایضاً، ص ۶۲

۲۰ اسلم رانا ڈاکٹر، رنگ سنگ، لاہور، عزیز پبلشرز، ۱۹۹۵، ص ۱۰۹

۲۱ شفقت تنویر مرزا (دیباچہ) جگراتے ص ۱۳، ۱۴

۲۲ شریف کنجاہی، جگراتے، ص ۴۶ ۲۳ ایضاً، ص ۱۰۱

۲۴ محمد عباس نجمی ڈاکٹر، مضمون 'جدید نظم مشمولہ'، ''پنجابی زبان و ادب کی مختصر تاریخ'' مرتبہ ڈاکٹر انعام الحق جاوید، پاکستان مقتدرہ قومی زبان ۲۰۰۰، ص ۱۰۷، ۱۰۵

۲۵ شریف کنجاہی، جگراتے، ص ۱۰۳، ۱۰۲